(Urdu)

1638

26/2 — 23 — P

URDU 23
2612
2612
Islahi Tract
Microfilm

ڈاکٹر شاہ ملیح آبادی - سابق تحصیلدار
ملو پلی - حیدرآباد (دکن)

891

891.43
Sh12I

زمیندار کی کہانی خود اُسکی زبانی

حصہ اوّل

جفاؤ ظلم کی سرکار میں فخرِ جہاں ہم تھے
زمینداری میں اپنی مثلِ ظالم حکمراں ہم تھے

کسانوں میں ہمارے ظلم نے ہلچل مچادی تھی
ہمارے غیض نے اُنکی ترقی تک مٹادی تھی

ہماری سختیوں سے اُن کا دل بیتاب ہوتا تھا
ہمارے نام سے سب کا خطا پیشاب ہوتا تھا

ہماری خون آلودہ نگاہیں جب بدلتی تھیں
تو بیچاروں کی مارے خوف کے روحیں نکلتی تھیں

نہ تھی شانِ ترحم اور نہ تھی انسانیت ہم میں
سمائی تھی حکومت کے سبب فرعونیت ہم میں

ہم اپنے کو جہاں میں برتر و اعلیٰ سمجھتے تھے
رعایا کو ہم اپنے سامنے کُتا سمجھتے تھے

ہمارا حکم کوئی ٹال دے ایسی نہ تھی ہستی
رعایا سے رقم چندوں کی لیتے تھے زبردستی

کسانوں پر ہمارا حکم بے باکانہ چلتا تھا
مثالِ بید ہم کو دیکھ کر ہر اِک لرزتا تھا

ہمارے غیض کی ہرگز نہ کوئی تاب لاتے تھے
ہمارے سامنے آتے ہوئے دِل کانپ جاتے تھے

شرابِ ظلم کا جب اُن کو ہم دیتے تھے پیمانہ
علاوہ اصل کے دس ۱۰ روپیہ لیتے تھے نذرانہ

اگر گھوڑا کوئی یا کوئی موٹر ہم منگاتے تھے
تو چندہ باندھ کر قیمت رعایا سے دلاتے تھے

اگر چندے کے دینے میں کوئی انکار کرتا تھا
ضلعداروں کا ڈنڈا اور جوتا اُنپہ چلتا تھا

ستایا جس قدر جاتا تھا وہ اُن کو ستاتے تھے
کبھی اکڑوں بٹھاتے تھے کبھی مُرغا بناتے تھے

اگر اس پر بھی چندے میں کوئی تاخیر ہوتی تھی
تو اُن کے واسطے پھر دوسری تدبیر ہوتی تھی

زبردستی گرا کر اُن کے منہ میں تھوک دیتے تھے
اگر ملتا تھا موقع اُن کو زندہ پھونک دیتے تھے

گھروں سے عورتیں اُنکی پکڑ کر لائی جاتی تھیں
گرا کر اُن کو اُن کی دھوتیاں کھلوائی جاتی تھیں

وہ عریانی کو اپنی ڈھانپتی تھیں اپنے ہاتھوں سے
یہ منظر دیکھتے تھے مرد اُن کے اپنی آنکھوں سے

اگر بچے تڑپ کر اپنی ماؤں سے لپٹتے تھے
گرُ بیتوں کے طمانچے اور ڈنڈے اُن پہ چلتے تھے

غرض جب تک نہ چندے کی رقم وہ لیکے آتے تھے
اماں ظلم وستم کے قہر سے ہرگز نہ پاتے تھے

اگر کرتے تھے ہم دعوت کبھی ڈپٹی کمشنر کی
نہ کرتے تھے کبھی ہم خرچ دمڑی پاس سے گھر کی

ضلعداروں میں پھر جاتی تھی چھٹی ابدولت کی
رعایا سے رقم تحصیل کر بھیجو دعوت کی

رقم آتی تھی فوراً کچھ نہ قال وقیل ہوتی تھی
پہونچتے ہی ہمارے حکم کی تعمیل ہوتی تھی

اُنھیں داموں سے ہم مہمان صاحب کو بُلاتے تھے
شرابِ ارغوانی اُن کو کھانے پر پِلاتے تھے

رہا کرتے تھے خوش ہر وقت مسٹر وارلنگ ہم سے
مِلا کر ہاتھ صاحب کرتے تھے گُڈ مارننگ ہم سے

بدولت دعوتوں کے ہمکو قوت تھی جفاؤں میں
بہت مقبول تھے ہم صاحب کی نگاہوں میں

ہماری قدر حکّامانِ عالی خوب کرتے تھے
رعایا پر ستم کرنے سے ہرگز ہم نہ ڈرتے تھے

پسند آتی تھی گر ہم کو رعایا کی بہو بیٹی
پکڑ بلوائی جاتی تھیں گھروں سے وہ زبردستی

نہ تھا ممکن ہمارے پاس وہ رہنے میں ضد کرتیں
مجال اُن کی نہ تھی وہ حکم کی تعمیل رد کرتیں

ہمارے جبر سے بیچاریاں جان اپنی کھوتی تھیں
بمجبوری وہ پہلو میں ہمارے رو کے سوتی تھیں

وہ مارے شرم کے ہم سے نہ آنکھوں کو مِلاتی تھیں
وہ ڈرکر اپنے چہرے سر کے بالوں سے چھپاتی تھیں

کوئی یہ رو کے کہتا تھا ذرا خوفِ خدا کرئیے
ہمارا ظلم کہتا تھا یہ موقع ہے مزا کرئیے
غرض ہر حسرت دل اپنی بے کھٹکے نکلتی تھی
ہماری زندگی یوں عیش و عشرت میں گذرتی تھی
دیارِ عشق میں جھنڈا گڑا تھا میری شہرت کا
حسینوں میں گذر رہتا تھا ہر دم با بدولت کا
مگر اب دور حاضر نے یہ نقشہ چاک کر ڈالا
ہماری اِس حکومت کو مٹا کر خاک کر ڈالا
لئے لٹھ عازم پکار اب ہم سے رعیت ہے
نہ وہ شانِ زمینداری نہ وہ شانِ حکومت ہے
اگر اب مانگتے ہیں اُن سے چندہ اور نذرانہ
تو کہتے ہیں جمیدار ہوگا ہے سار دیوانہ
گُڑ تیا بھیجکر اُن کو اگر اب ہم ہیں بلواتے
تو اس کو ڈانٹ کر کہتے ہیں کہدے ہم نہیں آتے
لگان اُن سے اگر مانگو تو وہ آنکھیں دکھاتے ہیں
کھڑے ہو کر ہمارے سامنے لاٹھی گھماتے ہیں

کرے وہ لاکھ کوشش ایک پیسہ پا نہیں سکتا
ضلعدار اور سپاہی گاؤں ہرگز جا نہیں سکتا

ہوئی ہے کسقدر ظلموں کی اپنے سرد بازاری
ملا دی خاک میں اِس دورِ حاضر نے زمینداری

نہ پوچھو کس طرح سے اب ہمارے دن گذرتے ہیں
خدا شاہد ہے اب ایک ایک پیسے کو ترستے ہیں

ہوا ہے قہر نازل ہم زمینداروں پہ اللہ کا
نتیجہ مِل رہا ہے ہم کو اپنے ظلمِ بیجا کا

خزاں نے کر لیا قبضہ ہمارے اس گلستاں میں
اثر پیدا ہی آخر ہو گیا آہِ غریباں میں

ڈاکٹر شاد ملیح آبادی

کسان کی آواز

حصۂ دوم

کید ستم سے ہمکا اِن سب نے ہے نکالا
گاندھی کی جے ہو پربھو نہرو کا بول بالا

ڈاکٹر شاد ملیح آبادی

آغاز

ہوسیار ہو جا جمیداری کے سارے کرّو پھر
اُٹھ چکی ہے توہری جانب ہمری اب کھونی نجر

دُشتن ڈر سے تورے جالم رہے لاچار ہم
اب جمانے کی رَوِش سے ہو گئے ہوسیار ہم

دیکھ کرپھاکن سے مُرجھا وا ہوا یو آتما
ہو گوا اب ہمرے اوپر مہربان پرماتما

توہرے جُلمن سے ہمیسہ ہم رہے کھانہ کھراب
ہمرے اوپر روج تھا توہری حکومت کا عتاب

سکتیوں سے توہری ہمری جندگی برباد ہے
لا بجر سارے ابھی یُو کہنا ہمکا یاد ہے

گالیاں کھائی ہیں برسن توہرے بیسردار کی
ٹُدتن کھائے ہیں جوتے مُدتن بیگار کی

بِجتیں ہمری صدا تو نے ہلائیں کھاک ماں
تو رہا ہر دم بہو بٹیا کی ہمری تاک ماں

مار کر جوتے سئے چندے منگائیں موٹریں
عُجر کرنے پر جلیدارن لگائیں ٹھوکریں

جُلم کی جو انتہا تھی وہ بچارا کھن نہیں
کو دُگت سا سُر جلیدارن اُٹھارا کھن نہیں

روپئے لین اور پھر ڈالدن دُسواریاں
جب رسیدن کا کہا پائیں ہجارن گالیاں

تھوڑی کھفگی پر گرٹین سے کٹا ڈالت تھے کھیت
وس کے بدلے میں لے لیوت تھے نجرانہ سمیت

ہائے دَوداؤ گریبن پر تورے جلم و ستم
ہم ہو اب لے لیں گے بدلہ توسے گنگا کی کسم

پڑچکی ہے کھرکی اب ہمرے ماتھے پر سکن
آئیں گے اب توہرے آگے اوڈھ کر کھونی کپھن

اب تو آنکھن کے تلے ہمری اندھیرا چھاگوا
اس کدر کھائے توہرے جوتے کہ سر چکراگوا

چونک جا اب کھانے کپھات سے جمیداری ڈکار
توہری آنکھن سے اتر ہے اب حکومت کا کھمار

رن ماں جب اٹھیئے ہماری یہ نگاہِ تند کھو
کٹھک ہوتے تو ہری بنجن مان حکومت کا لہو

توہرے جوتے ہمکا اب بالکل ڈرا سکتے نہیں
اب کسی صورت سے ہم کا بو میں آ سکتے نہیں

ابتو کر ہئے دور سے تو ہمکا پہلے بندگی
ابتو ہمری مہربانی پر ہے توہری جندگی

اب وہ اگلی سی حکومت تو دکھا سکتا نہیں
ہمکا اپنے دام ماں اب کو ڈلا سکتا نہیں

ابتو چلیئے تو ہمکا جالم اپنے جلمن کا پتہ
اب اٹھیئے ہمری طرح تو ہو بھاگن کا مجا

ہمری جانیں عمّتیں ابتو انھیں کے ہاتھ ہیں
کانگرس اور راج برٹش دونو ہمرے ساتھ ہیں

جلُم جو پہلے ہوئے اُن کا پھسانہ اور ہے
وہ جمانا اور تھا اب یو جمانا اور ہے

اب نہ ٹھاکر جی یہاں وہ دم کھم رہے بیداد کے
اب نہ کھاں صاحب یہاں وہ تیور رہے جلّادؔ کے

اب نہ لالہ کے کلم یہاں گوہر افشانی رہی
اب نہ اگلی سیک صاحب کی وہ آسانی رہی

اَب نہ پنڈت جی کے اَنچھر یہاں رُہا سو جو گُداج
اَب رہا اپنی حکومت پر نہ ہرجاجی کو ناج

کھوف سے سردار جی کی جَرد رنگت ہو گئی
رائے صاحب کا جمیداری سے نپھرت ہو گئی

اَب رہا نواب صاحب یہاں نہ وہ جاہ و جلال
کھاں بہادر کی حکومت ہو گئی کھابؔ و کھیال

اپنے ٹِنے کی جمیدارن گھبرائے ہوئے
پھر رہے ہیں موٹرن پر کسیں گھبرائے ہوئے

کھوب سُن لی ہم گرہبن کی کتھا پڑ ماتما
کر دیا کیسا جمیداری کا تو نے کھاتما
ٹرماں ساسُر تک گئے کا جانی کا باتیں تمام
اچھا اب جاوت ہیں گھر کا ساد بھیا رام رام

ڈاکٹر شاد ملیح آبادی

کسان کا اِعلان

حصہ سوم

(بھیا میکو؟)

جلسن مان جمیدارن کے نہ جایو ساسُر یہ یان دھوکا ہے
تالکدارن اور جمیدارن مال بہو اب ایکا ہے
جلسن مان جمیدارن کے نہ جایو ساسُر یہ یان دھوکا ہے
پہلے دے ہیں کھوب تسلی پھر مو کا جب پا جئیں
یہ کھونی سیر ہیں ہکو بھیا تنہا پا کر کھا جئیں
جلسن مان جمیدارن کے نہ جایو ساسُر یہ یان دھوکا ہے

دھوکے میں تم آئے کے بھیّا پاس جو اُنکے جھیّو
گنگا کریا سانچ کہت آکھر ماں پچھتیو
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو ساسُر یہاں دھوکا ہے
اِس سے پہلے ہمرے اوپر کوو دیا یہ کیوں نہ کین
بہو بیٹوا ہمری تاکِن جو جو من ماں آوا کین
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو ساسُر یہ ماں دھوکا ہے
بھیج گرُٹیت پکڑ بلوائن کام کرائن جاڑے ماں
جوتے مار کے چندہ لیہن کھیت جو تائن گھاتے ماں
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو ساسُر یہ ماں دھوکا ہے
چندے سے گر عجز کیا اور پاؤں پڑن ہم ٹھاکر کے
ٹھوکر مار کے حکم دیہن کہ تھوک دے منہ ماں ساسُر کے
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو ساسُر یہ ماں دھوکا ہے
ہمکا لُوٹ کے گھوڑے لیہن موٹر لیہن سواری کا
نچے ہمرے کھائے کا ترسن سلوک نہ کینِ پائی کا
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو ساسُر یہ ماں دھوکا ہے
اب تم سے چندہ نجرانہ بیگار نہیں کوو پائی کا

جب جان پہ ہم ہو کھیل گئے تو پھر ڈر سا ٹر کاہے کا
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو سا ٹر یہ ماں دھوکا ہے
اب تم پر روج جلیدارن کا ڈنڈا جوتا کا چلیئے
آپس ماں سب ایکا راکھو دیکھی کو ُو کا کر ہئیے
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو سا ٹر یہ ماں دھوکا ہے
نہرو ہمرے پنتھ جی ہمرے اور میاں کدوائی
جب ہمری مدد پہ یو سب ہیں تو پھر ہم کیوں گھبرائی
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو سا ٹر یہ ماں دھوکا ہے
اب وکت پہ کھیت کا کاٹت ہے اور وکت پہ بوئیں کا دیت ہے
اب ٹانگیں پسار کے ہیکو بھیا چین سے گھر ماں سوئیت ہے
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو سا ٹر یہ ماں دھوکا ہے
جیسے پہلے دیت تھے گالی اب وہ ناہیں دیوت ہیں
اب سارسپاہی سارگرٹیا دور سے ہمکا گھورت ہیں
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو سا ٹر یہ ماں دھوکا ہے
ہائے گوٹیاں جلم یہ ہوتے آنکھن سے ہم دیکھا
جھوٹیا کپڑا کر سارگرٹیا ہمری مہریا کھینچا

جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو ساشریہ ماں دھوکا ہے
میکو بھیّا یو نہ پوچھو کاگا من ماں آوت ہے
جب یاد کرت ہے پچھلی باتیں منہ کا کلیجہ آوت ہے
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو ساشریہ ماں دھوکا ہے
بہو بیٹوا پکڑ بلائن عجت لین ہجارن کی
ہمرے اوپر دیا رہی یو ہمرے تالکدارن کی
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو ساشریہ ماں دھوکا ہے
لاکھ بلائین سنہا سپاہی دیکھو پاس نہ جایو
بریا آئے لگان کی جہ دن منی آڈر کرآیو
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو ساشریہ ماں دھوکا ہے
اب جوئے جمیدارن کا دیکھو موڑ لیائے روؤت ہے
دل ماں دو دادھیرج راکھیو دیکھو کاگا ہووت ہے
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو ساشریہ ماں دھوکا ہے
اب کون کہی یو ہم سے آکر چندہ دو نجرانہ دو
کل ڈپٹی کمشنر کی ہے دعوت ساروں دو پی دولی آنہ دو
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو ساشریہ ماں دھوکا ہے

اب اور جمانا آئے گوا اب ٹھاٹھ نہیں یو بڑھنے کا
موٹر تو یہ موٹر ہیں اب گھانہ پہیئں چڑھنے کا
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو ساسُر یہ ماں دھوکا ہے

کھاں صاحب ہوں کہ رائے بہادر یا ہوں ٹھاکر للی
اب گاؤں میں ایسا آوت ہیں کہ جیسے بھیگی بلی
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو ساسُر یہ ماں دھوکا ہے

گر آئے مکابل یہ ہمرے تو ہیں نہ ہم سے پہیئں
بھیا گجودھر سانچ کہت ہے موٹر پکڑ کر روہیئں
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو ساسُر یہ ماں دھوکا ہے

اب دور جمانا ہوئے گوا ہم لوگن کی بربادی کا
رام چھپی تو جھنڈا لاگی ہر گھر گھر آجادی کا
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو ساسُر یہ ماں دھوکا ہے

جب یاک جگہ کے ہوئے رہے تو اور جگہ اب کیا جیبا
اب جب تک جیوماں جیو ہے ہمرے کا اگر سی کہہ لیبا
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو ساسُر یہ ماں دھوکا ہے

سٹی پٹی بھول گئی ہے کیسی جمیدارن کی

برپا دیکھو آئے گئی ہے ان وگن کے پھاگن کی
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو سا شریہ ماں ٹھوکا ہے
اچھی اچھی باتیں ہمکا ہمرے من کی بتاوت ہیں
سالو میاں کا دانا راکھے کھوب ہی سعر بتاوت ہیں
جلسن ماں جمیدارن کے نہ جایو سا شریہ ماں ٹھوکا ہے

شاد ملیح آبادی

غیب کی آواز

ناداں خار و خس کو سمجھتا ہے کیوں فضول
فطرت پہ غور کر یہی اک دن بنیں گے پھول
بارش کا آسمان سے ہونے تو دے نزول
بن جائے گی دلہن یہی سوکھی ہوئی ببول
ہر نیستان طرب کا ترانہ سنائے گا
کانٹا بھی برگ گل کا ترانہ سنائے گا

شاد ملیح آبادی

2612